تاریخِ جاپان

قسط نمبر ۸

جاپان کی شکست

15 اگست 1945 کو جاپان کے شہنشاہ ہیرو ہیتو نے ریڈیو ٹوکیو پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اُن کا مُلک پوسٹ ڈیم اعلامیے کو قبول کرتا ہے - اِس اعلامیے میں جاپان سے کہا گیا تھا کہ وہ غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دے ، جو جاپانی فوج کیلئے یہ بہت بڑے صدمے کی بات تھی - اِس فیصلے کی مخالفت کرتے ہوئے کچھ فوجیوں نے 14 اور 15 اگست کی رات بغاوت برپا کی - وہ اتحادیوں کے سامنے کسی بھی صورت میں ہتھیار ڈالنے پر آمادہ نہیں تھے ، اور وہ یہ فیصلہ واپس لینے پر بضد تھے - وہ چاھتے تھے کہ ٹوکیو شاہی محل پر قبضہ کرکے شہنشاہ کو محل میں نظر بند کردیں - اِس کاروائی کے دوران شاہی گارڈ کے لیفٹینٹ جنرل تاکیشی موری هلاک ہوئے - لیکن یہ باغی عناصر پوری فوج میں حمایت حاصل نہیں کر سکے اور بغاوت ناکام ہوگئی - کئی فوجیوں نے اِس افسوس ناک لمحے کو برادشت نہ کرتے ہوئے خودکشی کر لی ، اور کئی نے 15 اور 16 اگست کو 100 سے زیادہ امریکی جنگی قیدوں کو قتل کر ڈالا - برطانوی اور آسٹریلوی فوجیوں کو بھی قید کے دوران ہلاک کیا گیا - ایٹمی حملے جاپان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا چکے تھے - امریکن ملٹری ہسٹری کے مطابق ، اگرچے فضائی حملوں نے جاپان کی جنگی صلاحیت کو خاصا کمزور کردیا تھا لیکن پھر بھی ہتھیار ڈالتے وقت جاپان کے پاس 20 لاکھ فوج موجود تھی - گو کہ جاپانی فوج نے دفاعی پوزیشن اختیار کرلی ہوئی تھی ، لیکن وہ ایک سخت زمینی جنگ لڑنے کیلئے تیار تھی - اِس کے علاوہ جاپان کے پاس 3 ہزار لڑاکا طیارے بھی تھے - جاپانی شاہی بحری بیڑے کے کمانڈر ، ایڈمرل Isoroku Yamamoto نے جنگ شروع ہونے کے موقع پر جذباتی ہوتے ہوئے اُنگلی اٹھا

کر کہا تھا ، ” یہی کافی نہیں کہ ہم گوام ، فلپائن یا یہاں تک کہ ہوائی یا سان فرانسِسکو کو فتح کریں ، بلکہ ہمیں اِس سے بھی آگے واشنگٹن تک مارچ کرنا چاھیے اور معاہدے پر دستخط وائٹ ہاوس میں ہونے چاھئیں“ - لیکن جاپانی ایسا نہ کرسکے اور اب اُن کی نہیں بلکہ امریکہ کی مرضی سے جنگ ختم ہونے کا معاہدہ ہونا تھا -

جاپان کو دراصل مسلسل دو سال سے مختلف محاذوں پر شکست کا سامنا رہا - جنوب مغربی بحرالکاہل ، ماریاناس مہم ، فلپائن مہم، اور سائپان میں ناکامی سے جاپان کو کافی نقصان ہوا تھا ، اور پھر آؤجیما اور اوکیناوا جزائر پر امریکی قبضے سے اتحادی افواج جاپانی سرزمین پر داخل ہوچکی تھیں -

چونکہ جاپان کے پاس اپنے قدرتی وسائل انتہائی کم ہیں اِسلئے وہ زیادہ تر خام مال ایشیائی ممالک سے درآمد کرکے اپنی ضرورتیں پوری کرتا ہے ، لہذا جنگ کی صورت میں خام مال کی درآمد میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا - اور پھر اتحادیوں کی جانب سے جاپان کے بڑے کارخانوں پر فضائی بمباری سے بھی بہت نقصان ہوچکا تھا - آخر میں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹمی حملہ جاپان کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوا -

اُس وقت کے جاپانی وزیر اعظم کینتارو سوزوکی ، کی کابینہ ہتھیار ڈالنے کی مخالف تھی - وہ چاھتے تھے کہ جنگ جاری رہے کیونکہ جاپانیوں کیلئے شکست تسلیم کرنا ایک ایسا فعل تھا جس کا اُنہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا - اِس کی وجہ یہ تھی کہ گزشتہ 2000 سالوں میں نہ تو کوئی جاپان پر جارحیت کرسکا تھا اور نہ ہی اُسے کسی جنگ میں شکست ہوئی تھی -

روس کا منچوریا پر حملہ

امریکی ایٹمی حملے سے قبل تک ، جاپان نے سوویت یونین کے توسط سے امریکہ اور اتحادیوں کے ساتھ امن کی راہ نکالنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ہوئی ، کیونکہ سوویت یونین خود اتحادیوں سے وعدہ کرچکا تھا کہ جرمنی کی شکست بعد وہ جاپان کے خلاف اعلان

جنگ کردے گا - حالانکہ سوویت یونین اور جاپان کے مابین عدم جارحیت کا معاہدہ بھی ہوا تھا ، لیکن بعد میں سوویت یونین نے اِس معاہدے کی تجدید نہیں کی -

جاپان کو یہ خدشہ تھا کہ ممکن ہے امریکہ اور مغربی طاقتوں نے جاپان کے خلاف جنگ شروع کرنے کیلئے سوویت یونین کو کچھ رعایتوں کی پیش کش بھی کی ہو- لہذا جاپان کے وزیر خارجہ شیگے نوری توگو، نے سوویت یونین پر زور دیا کہ وہ جاپان کے معاملے میں غیر جانبدار رہے - جاپان کو خدشہ تھا کہ روس کسی بھی وقت منچوریا پر ایک بڑا حملہ کرسکتا ہے اِسلئے وزیرخارجہ توگو نے ماسکو میں جاپان کے سفیر ناؤتاکے، کو 30 جون 1945 کو اِس پیغام کے ساتھ بھیجا :

” عزت مآب شہنشاہِ جاپان کا فرمان ہے کہ دونوں مُلکوں کے مابین لڑائی دونوں مُلکوں کے عوام کیلئے نقصان دہ ہے ، لہذا ان کی دلی خواہش ہے کہ اِس کشیدگی کو فوری ختم کیا جائے - جہاں تک انگلینڈ اور امریکہ کا یہ اصرار ہے کہ جاپان غیر مشروط طور پر ہتھیار پھینک دے تو جاپان کے پاس سوائے اِس کے کوئی متبادل نہیں کہ وہ اپنی مادرِ وطن کی عزت و ناموس کیلئے پوری طاقت کے ساتھ لڑے - “

ہیرو شیما پر 6 اگست کو ایٹمی حملے کے تین دِن بعد 9 اگست کو صبح 4 بجے یہ اطلاع ٹوکیو پہنچی کہ سوویت یونین نے غیر جانبداری کے معاہدے کوتوڑتے ہوئے جاپان کے خلاف اعلان جنگ کردیا ہے اور اُس کی فوجوں نے منچوریا میں جاپان کی کٹھ پتلی حکومت Manchukuo پر حملہ کردیا ہے - یہ جاپان کیلئے ہیروشیما کے بعد دوسرا بڑا دھچکہ تھا -

وزیراعظم سوزوکی نے شہنشاہِ جاپان سے ملاقات کرنے کے بعد صبح ساڑھے دس بجے سپریم کونسل کا اجلاس بلایا - ابھی اجلاس جاری تھا کہ دِن گیارہ بجے یہ خبریں آئیں کہ امریکہ نے ناگاساکی پر دوسرا ایٹمی حملہ کردیا ہے - ڈھائی بجے ہونے والے جاپانی کابینہ کے مکمل اجلاس میں زیادہ تر بحث ہتھیار پھینکنے کے معاملے پر ہوتی رہی لیکن تین گھنٹوں کے بحث و مباحثے کے بعد بھی کوئی اتفاقِ رائے نہ ہوسکا - سہ پہر چار بجے سے رات دس بجے تک

ایک اور اجلاس ہوا لیکن پھر بھی کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا - 9 اور 10 اگست 1945 کی رات، وزیراعظم سوزوکی اور وزیر جارجہ توگو، نے شہنشاہ سے ملاقات کی اور وزیرِ جنگ کوریچی کا آنامی ، کا سپریم کونسل کے اجلاس سے تیار کردہ چار نکاتی مجوزہ مسودہ پیش کیا - 10 اگست کی صبح دو بجے وزیراعظم سوزکی نے آخری فیصلہ شہنشاہ پر فیصلہ چھوڑ دیا -

کچھ تاریخی اوراق سے معلوم ہوا ہے کہ شہنشاہ نے کہا کہ جنگ جاری رکھنا ہماری قوم کی تباہی ، خون خرابہ اور ظلم کے سواء کچھ نہیں - میں اپنے معصوم عوام کو مزید مصیبت جھیلتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا - گو کہ یہ ناقابل برداشت ہے کہ جاپان کی بہادر اور وفادار فوج کسی کے سامنے غیر مسلح ہو - لیکن اب وقت آگیا ہے کہ ہم ناقابل برداشت کو برداشت کریں - میں اپنے غم کے آنسو پیتے ہوئی وزیرِ خارجہ کے تیار کردہ خاکے کی بنیاد پر اتحادیوں کے اعلان کی منظوری دیتا ہوں -

15 اگست 1945 کو دوپہر 12 بجے شہنشاہِ جاپان کا پیغام ریڈیو پر نشر ہوا - اُنہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہماری جرأت مند فوج کی بہادری اور عوام کے لیے پُرخلوص خدمات کے باوجود ، حالات ایسا رُخ اختیار کر گئے ہیں جو جاپان کے حق میں نہیں - مزید یہ کہ دشمن نے ایسے ظالمانہ بموں کا استعمال شروع کیا ہوا ہے کہ اُن سے ہونے والی تباہی ان گِنت ہے - اگر ہم جنگ جاری رکھتے ہیں تو اِس سے جاپانی قوم کیلئے مزید تباہی پیدا ہوگی - ہم نے لاکھوں کروڑوں عوام کو بچانا ہے - یہی وجہ ہے کہ ہم نے اتحادیوں کے مشترکہ اعلامیہ کو قبول کرنے کا فیصلہ کیا ہے -

17 اگست کو شہنشاہِ جاپان نے وزیراعظم سوزوکی کو ہٹا کر اپنے چچا پرنس ہیگاشی کونی ناروہیکو، کو 43 ویں وزیراعظم کی حثیت سے ذمہ داریاں سونپ دیں تاکہ مزید بغاوت یا قاتلانہ حملوں کو روکا جاسکے - اِسی طرح وزیر خارجہ توگو کو بھی ہٹایا گیا اور اُن کی جگہ یہ فرائض مامورو شیگے متسو کو دے دئے گئے - شیگے متسو کی ایک ٹانگ مصنوعی تھی

اور وہ لنگڑا کر چلتے تھے اور اُن کے ایک ہاتھ میں چھڑی ہوتی تھی ، کیونکہ 29 اپریل 1932 کو کوریا کی آزادی کے ایک کارکُن Yoon Bong-Gil نے اُن پر بم حملہ کیا تھا جس سے اُن کی ایک ٹانگ کٹ گئی تھی - اُس وقت وہ شنگھائی میں جاپان کے وزیر مقرر تھے -

جاپان کی فوجیں اب بھی سوویت اور چینی افواج کے خلاف لڑ رہی تھیں - جنگ جاری تھی اور اُنہیں جنگ بندی اور ہتھیار ڈالنے پر مجبور کرنا تاحال ممکن نہیں تھا - یہ لڑائی ماہ ستمبر کے اوائل تک چلتی رہی جب سوویت یونین کی افواج نے کوریل جزائر پر قبضہ کرلیا -

ہتھیار ڈالنے کی تقریب اورجاپان پر قبضہ

جاپان کی شکست کی دستاویزات پر جاپان ، امریکہ ، سوویت یونین ، چین ، آسٹریلیا ، کینڈا ، فرانس ، ہالینڈ اور نیوزی لینڈ نے دستخط کیے - دستاویزات پر دستخط کی تقریب 2 ستمبر 1945 کو خلیجِ ٹوکیو میں لنگرانداز امریکی بحری بیڑے USS Missoruri پر منعقد کی گئی جو 23 منٹ تک جاری رہی اور اِسے دُنیا بھر میں نشر کیا گیا - جاپان کے وزیر خارجہ مامورو شیگے متسو ، نے شہنشاہِ جاپان اور جاپانی حکومت کی جانب سے دستخط کیے - دستاویزات پر دستخط کرنے والا وہ پہلا فرد تھا اِس کے بعد جاپانی فوج کے چیف آف آرمی جنرل سٹاف، جنرل یوشی جیرواُمیزو اور تیسرے نمبر پر امریکی جنرل ڈگلس میک آرتھر نے دستخط کیے -

معاہدے میں درج تھاکہ :

- جاپانی افواج جہاں کہیں ہیں وہ اتحادی افواج کے سامنے غیر مشروط طور پر ہتھیار پھینک دیں -
- جاپانی افواج جہاں کہیں ہیں اپنی مخالفانہ سرگرمیاں ترک کردیں تاکہ بحری جہازوں ، طیاروں ، فوجی اور شہری تنصیبات کو نقصان نہ پہنچے -
- جاپانی حکومت اپنے جنرل ہیڈکوارٹرز کو حُکم دے کہ وہ اتحادی افواج کے تمام جنگی

قیدیوں اور زیر حراست شہریوں کا آزاد کرے

چونکہ جاپانی فوج بحرالکاہل، جنوب مشرقی ایشیاء اور چین سمیت کئی علاقوں میں بکھری ہوئی تھی اِسلئے اُن محاذوں پر یہ اطلاع نہ پہنچ سکی کہ اُن کے مُلک نے ہتھیار ڈال دئیے ہیں - کئی جاپانی فوجیوں کو یقین نہیں آرہا تھا اور وہ اِسے اتحادی افواج کا پروپیگنڈہ تصور کرکے مسترد کرچکے تھے اور کئی نے تو شکست کی وجہ سے اپنے مُلک واپسی کو بالکل ترجیح ہی نہیں دی - ایک اندازے کے مطابق ، جاپان کے 54 لاکھ فوجیوں اور 18 بحری اہلکاروں کو جنگی قیدی بنالیا گیا تھا جن میں سے 60 ہزار جنگی قیدی چین کے پاس تھے - یہ جاپان کی تاریخ میں پہلی بار تھا کہ غیر مُلکی افواج اُس کی سرزمین پر قبضہ کررہی ہوں - جنگ کے دوران اتحادی افواج نے منصوبہ بنایا تھا کہ جس طرح مقبوضہ جرمنی کے حصے بخرے کرکے اتحادیوں کے مابین بانٹ دیا گیا وہی سلوک جاپان کے ساتھ بھی کیا جائے گا - تاہم امریکہ نے آخری منصوبے میں جاپان کو اپنے زیرِ قبضہ رکھا ، اور ساتھ ساتھ جنوبی کوریا ، اوکیناوا ، اور آمامی جزائر پر بھی اپنا تسلط رکھا -

جبکہ سوویت یونین کو شمالی کوریا ، سخالین اور کوریل جزائر کا قبضہ دیا گیا -

جاپان کے جنگی جرائم

جاپان اُنسویں صدی سے لیکر بیسویں صدی کی وسط تک کئی جنگی جرائم کا مرتکِب ہوا - جن میں عام شہریوں کا استحصال و ہلاکت، جنگی قیدیوں سے ناروا سلوک اور دُشمن فوج کے ساتھ لڑتے ہوئے نیوریمبرگ چارٹر کے معین کردہ قوانین کی خلاف ورزی شامل تھی - اگرچہ جاپان نے جنیوا کنونشن پر دستخط نہیں کیے تھے تاہم جنگ عظیم دوئم کے دوران اُس کی فوج نے خود اپنے فوجی قوانین کی خلاف ورزی کی - جاپانی فوج نے سنہ 1899 اور سنہ 1907 کے ہیگ کنونشن جیسے بین الاقوامی معاہدوں کی پاسداری بھی نہیں کی ، جس میں کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال پر پابندی ہے اور جنگی قیدیوں کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے -

تاریخ دان چالمرز جونس لکھتے ہیں کہ جاپان نے چین، فلپائن ، ملایا، ویت نام، کمبوڈیا، انڈونیشیا اور برما میں تین کروڑ افراد کو ہلاک کیا، جن میں چینوں کی تعداد دو کروڑ تیس لاکھ تھی - لاکھوں افراد سے جبری مشقت لی اور مقبوضہ علاقوں کے اثاثوں اور وسائل کو لوٹا - جنگی محاذوں پر لڑنے والے جاپانی فوجیوں کی جنسی تسکین کیلئے عورتوں کا بے دردی سے استحصال کیا - اِن سب واقعات میں سب سے دردناک واقعات چین کے اُس وقت کے دارالحکومت نان کینگ میں رونماء ہوئے جہاں جاپانی فوج نے عام شہریوں کا انتہائی سفاکانہ انداز میں قتل عام کیا - مشرق بعید کیلئے قائم کردہ فوجی ٹربیونل ، جِسے ٹوکیو ٹرائل بھی کہتے ہیں ، کی تحقیقات کے مطابق سنہ 38-1937 میں جاپانی فوج نے دو لاکھ عام شہریوں اور جنگی قیدیوں کا قتل عام کیا تھا -

جاپان کے خصوصی فوجی یونٹوں نے چین میں عام شہریوں اور جنگی قیدیوں پر تجربات کیے - انسانی جسِم کے اندر کے نظام کا جائزہ لینے کیلئے بغیر بے ہوشی کے اُنہیں چیرا جاتا تھا ، یا پیوند کاری کیلئے اعضاء کاٹ لیے جاتے تھے اور یا زندہ انسان کے اعضاء کو سخت سردی کے موسم میں منجمد کردیا جاتا تھا - کیمیائی ہتھیاروں کے اثرات دیکھنے کیلئے بھی کئی تجربات کیے گئے - اِن میں زیادہ تر تجربات جاپانی فوج کے بدنام زمانہ یونٹ 731 نے کیے جس کے سربراہ شیروایشی تھے جو ایک مائیکروبائیولوجسٹ اور اِس یونٹ کے لیفٹینٹ جنرل تھے - اُنہیں قابض امریکی فوج نے تجربات سے حاصل کردہ کیمیائی ڈیٹا دینے کے بدلے میں معاف کر دیا اور کوئی جنگی مقدمہ نہیں چلایا، بلکہ کہا جاتا ہے کہ بعد میں اُنھیں کیمیائی ہتھیاروں پر مزید تحقیق کیلئے امریکہ بلوایا گیا -

لیکن اُن کی بیٹی کا کہنا تھا کہ وہ جاپان ہی میں رہے اور 67 برس کی عمر میں سنہ 1959 میں گلے کے کینسر کی وجہ سے انتقال کرگئے - جاپانی فوج پر یہ الزام بھی تھا کہ اُس کے فوجیوں نے جنگی قیدیوں کا گوشت بھی کھایا اور کئی کو اِس مقصد کیلئے گولی مار کر ہلاک کیا گیا - جنگی جرائم کے ٹربیونل میں کئی سابق فوجیوں نے گواہی دے کہ وہ ایسے واقعات کے چشم

دید گواہ ہیں کہ جاپانی فوج نے انسانی گوشت کھایا - اُن میں ہندوستان کے ایک جنگی قیدی حوالدار چنگدی رام کا بیان بھی ہے جس میں اُس نے کہا کہ 12 نومبر 1944 کو جاپانی فوجیوں نے اتحادی فوج کے ایک گرفتار پائلٹ کا پہلے گلہ کاٹا اور بعد میں اُس کے اعضاء بھون کر کھائے - اِسی طرح ایک حلفیہ بیان لانس نائیک حاتم علی کا بھی ہے جو سنہ 1947 میں برصغیر کی آزادی کے بعد پاکستان کا شہری بنا - علی نے نیوگِنی میں ہونے والے واقعات کے بارے میں بتایا کہ جاپانی فوج ہر روز ایک قیدی کو باہر نکال کر لے جاتی تھی اوراُسے قتل کرکے کھا جاتی تھی - اُس کے مطابق ، اِس طرح سے ایک سو قیدیوں کو قتل کیا گیا -
جاپانی فوج نے مقبوضہ علاقوں میں جبری مشقت لینے کیلئے ہزاروں لاکھوں لوگوں کو غلام بنایا - تاریخ دانوں کی ایک مشترکہ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ صرف چین میں ایک کروڑ سے زیادہ افراد سے جبری مشقت لی گئی - اِسی طرح برما سیام ریلوئے لائن کی تعمیر کے دوران دس لاکھ عام شہری اور جنگی قیدی ہلاک ہوئے - انڈونیشیا کے جاوا جزیرے پر چالیس لاکھ سے زیادہ افراد سے جبری مشقت لی گئی - یہی نہیں جاپانی فوج نے انڈونیشیا اور چین کے کئی علاقوں میں مقامی عورتوں کی آبرویزی کی اور خواتین کو جنگی محاذوں پر جبراً بھیج کر انھیں فوجیوں کی جنسی ہوس کا نشانہ بنایا گیا - ایسی خواتین جنگی تاریخ میں کمفرٹ ویمن کے نام سے پہچانی جاتی ہیں اور اُن میں کئی نے بعد میں جاپانی حکومت پر ہرجانے کا دعویٰ بھی کیا -

مشرقی بعید کیلئے بین الاقوامی فوجی ٹربیونل

یہ ٹربیونل ، ٹوکیو ٹرائل کے نام سے بھی پہچانا جاتا ہے - اِس عدالت نے 3 مئی 1946 سے اپنے کام کا آغاز کیا - عدالت میں جج کے فرائض سرانجام دینے والوں کا تعلق آسٹریلیا ، کنیڈا، چین ، فرانس، برٹش انڈیا ، ہالینڈ ، نیوزی لینڈ، فلپائن، برطانیہ ، امریکہ اور سوویت یونین سے تھا - جاپان کے جنگی جرائم کو تین زمروں میں تقسیم کیا گیا جن میں کلاس اے میں

امن کے خلاف جرائم، کلاس بی میں جنگی جرائم اور کلاس سی میں انسانیت کے خلاف جرائم کو شامل کیا گیا -

جن افراد کو مقدمات میں ملزم کے طور پر نامزد کیا گیا اُن پر ایک رہنماء کی حثیت سے جارحانہ جنگ شروع کرکے بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کا الزام عائد کیا گیا - ملزمان پر چین ، امریکہ، دولت مشترکہ برطانیہ، ہالینڈ ، فرانس (انڈوچائنہ) اور سوویت یونین کے خلاف جنگ شروع کرنے ، جنگی قیدیوں اور عام شہریوں سے غیر انسانی سلوک کرنے اور قتل و غارت کو نہ روک کر اپنے فرائض میں غفلت برتنے کا الزام لگا کر ٹوکیو جنگی جرائم ٹریبونل کے سامنے پیش کیا گیا -

3 مئی 1946 کو سرکاری استغاثہ کے بیان سے مقدے کا باقاعدہ آغاز ہوا - استغاثہ نے پندرہ مراحل میں شہادتیں پیش کیں - شہادتیں جمع کرنے کا عمل بہت کٹھن تھا کیونکہ جاپانی فوج نے اپنی شکست سے پہلے اپنا بہت سا فوجی ریکارڈ ضائع کردیا تھا - 24 جنوری 1947 کو اسغاثہ کی کاروائی مکمل کر لی گئی اور 27 جنوری سے ملزمان کی جانب سے دفاعی کاروائی کا آغاز کیا گیا - اِن کے دفاع کیلئے سو اٹارنی مقرر تھے ، جنہوں نے عدالتی کاروائی کے آزاد، شفاف اور غیر جانبدار ہونے پر شکوک و شبہات کا اظہارکیا - اُنہوں نے بین الاقوامی قانون میں امن کے خلاف جرائم، سازش، جارحانہ جنگ کی تشریحات کو بھی چیلنج کیا - دفاعی وکلاء نے ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹمی بمباری کو بھی جنگی جرائم میں شامل کرنے کے بارے میں دلائل دئیے ، تاہم اُسے نظر انداز کیا گیا جس کی وجہ سے یہ عدالت سخت تنقید کا نشانہ بنی - اُنہوں نے اپنی جانب سے مقدمے کی کاروائی 225 دِنوں میں مکمل کی - مقدمات کا فیصلہ کرنے کیلئے چھ ماہ تک مزید کاروائی جاری رہی اور 1,781 صحفات تیار کیے گئے - مسلسل چار روز تک فیصلے سنائے گئے ، اور 12 نومبر 1948 کو عدالتی کاروائی اختتام پذیر ہوئی -

ایک اندازے کے مطابق پانچ ہزار جاپانیوں پر مقدمات چلائے گئے جن میں زیادہ سے زیادہ 900

کو پھانسی دی گئی اور آدھے سے زیادہ کو عمر قید کی سزا سنائی گئی - جاپان کے جن سرکاری عہدے داروں کو سزا سنائی گئی اُن میں وزیر اعظم ، وزرائے خارجہ ، وزرائے جنگ ، چیف کابینہ سکریٹری، گورنر کوریا ، وزرائے بحریہ ، جرمنی کیلئے سفیر، چیف آف ملٹری بیورو افیئرز ، اٹلی کیلئے سفیر ، کابینہ پلاننگ بورڈ کے صدر اور وزیرِ مالیات شامل تھے - فوجی عہدے داروں میں شاہی جاپانی بحریہ کے چیف آف انٹیلجنس ، کمانڈر برائے برما ، کمانڈر برائے شنگھائی ، کمانڈر برائے فلپائن اور دیگر شامل تھے - اِن میں چھ جنرل کے عہدے کے حامل تھے ، جبکہ ایک کرنل تھا - اِس کے علاوہ ایک سیاسی فلسفی شومے اوکاوا کو بھی سزا سنائی گئی تھی -

چیف آف انٹیلیجنس جنرل کینجی دوئی ہارا ، وزیرخارجہ کوکی ہیروتا ، وزیرِجنگ جنرل سیشیرو اِتاگاکی، جنگی کمانڈر جنرل ہیتارو کِمورا، جنگی کمانڈر جنرل ایوانے ماتسوئے اور جنگی کمانڈر جنرل ہیدے کیتو (جو بعد میں وزیراعظم بھی بنے تھے) کو سزائے موت دی گئی -

نیوریمبرگ ٹرائیلز کی طرح ٹوکیو ٹرائیلز پر بھی خاصی تنقید کی گئی کہ مقدمات میں سنائے گئے فیصلے دراصل فاتح مُلکوں کا انصاف تھا ، جو حق بجانب نہیں ہوسکتا - یہ تنقید بھی کی گئی شاہی خاندان کو کیونکر بری اُلذمہ قرار دیا گیا - اُن پر کیوں مقدمات نہیں چلائے گئے -اتحادی افواج کے سپریم کمانڈر ڈگلس میک آرتھر اور اُن کے عملے نے شہنشاہ شووا، اور اُس کے شاہی خاندان کو مقدمات سے بچانے کیلئے بنیادی کردار ادا کیا - شاہی خاندان کے شہزادہ چی چیبو، شہزادہ تسونی یوشی ، شہزادہ آساکا ، شہزادہ ہیگاشی کونی اور شہزادہ ہیرویاسو فوشیمی کو ٹوکیو ٹرائل کا سامنا نہیں کرنا پڑا - میک آرتھر نے بیکٹیریولوجیکل ریسرچ یونٹوں کے سربراہ شیرواِشی اور اُن کے عملے کو بھی مقدمات سے مبرا رکھا -

(جاری)